خیر الکلام فی کشف أوھام الأعلام

(۸)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

''صحیح بخاری'' کی روایت میں بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تعیین ہے

❁ علامہ زمخشری (۴٦۷-۵۳۸ھ) نے ''الکشاف'' میں ایک روایت ذکر کی ہے:

وعن ابن عباس أن عمر – رضی اللّٰه عنهم – كان يدنيه و يأذن له مع أهل بدر، فقال عبد الرحمن: أتأذن لهذا الفتن معنا و فی أبنائنا من هو مثله؟! فقال: إنه ممن قد علمتم. (الكشات، سورة النصر، ص:٦٤٣، ج:٤، دارالحديث: القاهرة)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انھیں قریب کرتے تھے اور بدریین کے ساتھ (اپنے پاس حاضر ہونے کی) انھیں اجازت دیتے تھے، تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ (حاضری کی) اجازت دیتے ہیں؛ حالاں کہ ہمارے بیٹوں میں اس جیسے ہیں (آپ ان کو قریب نہیں کرتے، ہمارے ساتھ حاضری کی اجازت نہیں دیتے)؟! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً یہ نوجوان ان میں سے ہے، جن (کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت یا جن کے علم وذہانت) کو تم جانتے ہو۔''

علامہ زیلعی رحمہ اللہ (وفات:۷٦۲ھ) ''تخريج أحاديث الكشاف'' میں اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی روایت کی تخریج فرمائی ہے اور اس میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تعیین نہیں ہے:

أخرجه البخاری من حديث ابن عباس بمعناه، وليس فيه تعيين عبدالرحمن بن عوف. (الكشاف، سورة النصر، ص:٦٤٣، ج:٤، دارالحديث: القارهرة)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''الكاف الشاف من تخريج أحاديث الكشاف'' میں اس پر کوئی تعقب وتبصرہ نہیں فرمایا ہے۔

بندہ کہتا ہے:

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النصر، ص: ۷۴۳، ج: ۲، قدیمی: کراچی کے **ابواب میں مذکور روایات میں بلا شبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تعیین نہیں؛ لیکن** کتاب المناقب **اور** کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ کی **روایات میں یہ تعیین ہے؛ چناں چہ** صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام **میں ہے:**

عَنِ ابنِ عباسٍ – رضی اللہ عنہما – قال: کَانَ عمرُ بنُ الخَطّابِ – رضی اللہ عنہ – یُدْنِیُ ابنَ عباسٍ، فقال لہ عبدُ الرحمنِ بنُ عوفٍ – رضی اللہ عنہ – إنّ لنا ابناءً مثلَہ، فقال: إنّہ من حیث تعلم... (صحیح بخاری، ص:۵۱۲، ج:۱، قدیمی: کراچی)

اور صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ **میں ہے:**

عَنِ ابنِ عباسٍ – رضی اللہ عنہما– قال: کَانَ عُمرُ بنُ الخَطّاب – رضی اللہ عنہ – یُدْنِیُ ابنَ عباسٍ، فقال لہ عبدُ الرحمنِ بنُ عوفٍ – رضی اللہ عنہ – إنٍ لنا ابناءً مثلَہ، فقال: إنّہ من حیث تعلم... (صحیح بخاری، ص:۶۳۷، ۶۳۸، ج:۲، قدیمی: کراچی)

کتاب الاحکام میں نہیں، کتاب التوحید میں ہے

"صحیح بخاری" کتاب فضائل القرآن **میں ہے:**

باب مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. (صحیح بخاری، ص:۷۵۱، ج:۲، قدیمی: کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳-۸۵۲ھ) اور علامہ عینی (۷۶۲-۸۵۵ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں، جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج عن ابن شہاب **کے طریق سے حدیث الباب کی سند سے** "مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَیْسَ مِنَّا" **کے الفاظ کے ساتھ** "کتاب الأحکام"، **میں ذکر فرمایا ہے؛ چناں چہ** 'فتح الباری' **میں ہے:**

قولہ: (باب من لم یتغن بالقرآن) ھذہ الترجمۃ لفظ حدیث أوردہ المصنف فی الأحکام من طریق ابن جریج عن ابن شھاب بسند حدیث الباب بلفظ: "من لم یتغن بالقرآن فلیس منّا". (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم یتغن بالقرآن، ص:۲۵۶، ج:۱۱، دارطیبۃ: الریاض)

'الکنز المتواری' **میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کا یہ کلام بلا تعقب منقول**

ہے، ملاحظہ ہو: الکنز المتواری ص: ۳۶۳، ۳٦٤، ج: ۱۷، مکتبة الحرمین: دوبئی.

’عمدة القاری‘ میں ہے:

وهذه الترجمة لفظ حديث أخرجه البخاری فی الأحكام من طريق ابن حريج عن ابن شهاب بسند حديث الباب بلفظ ”من لم يتغن بالقرآن فليس منا“. (عمدة القاری، كتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، ص:۳۹، ج:۲۰، دارإحياء التراث العربی: بيروت)

شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقریباً یہی بات نقل کی ہے؛ چناں چہ ”منحة الباری بشرح صحيح البخاری، المسمّٰی ’تحفة الباری‘ میں ہے:

والترجمة بـ”من لم يتغن بالقرآن“ لفظ حديث أخرجه البخاری فی الأحكام بلفظ: ”من لم يتغن بالقرآن فليس منا“. (منحة الباری، كتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، ص:۳۰۰، ج:۸، الرشد: الرياض)

علامہ محمد تاودی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۱-۱۲۰۹ھ) نے بھی حدیث کی تخریج کی نسبت حافظ ابن حجر، علامہ عینی، شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہم اللہ کی طرح ”كتاب الأحكام“ کی طرف کی ہے، ’حاشية التاودی بن سودة علی صحيح البخاری‘ میں ہے:

هذه الترجمة لفظ حديث أورده المصنف فی الأحكام. (حاشية التاودی بن سودة، كتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، ص:۲۹، ج:۵، العلمية: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

یہ ان حضرات کا وہم ہے؛ کیوں کہ مذکورہ ترجمہ جس حدیث کے الفاظ ہیں، وہ ”كتاب الأحكام“ میں نہیں؛ بل کہ ”كتاب التوحيد“ میں ہے؛ چناں چہ ”صحيح بخاری“ كتاب التوحيد میں ہے:

حَدَّثَنَا إسحاقُ، قَالَ أَخبَرَنَا أَبُوعاصمٍ، أَخبَرَنَا ابنُ جُرَيجٍ، قَالَ: أَخبَرَنَا ابنُ شهابٍ عَنْ أبی سلمةَ عَنْ أبی هريرةَ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرآن. (صحيح بخاری، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه: ﴿وَاَسِرُّوا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوا بِهٖ﴾ الخ، ص:۱۱۲۳، ج:۲، قديمی: كراچی)

اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہم اللہ نے حدیث ”مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرآنِ فَلَيْسَ مِنَّا“ کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے؛ حالاں کہ

حدیث "لَیُسَ مِنَّا مَنُ لَمُ یَتَغَنَّ بِالُقُرآنِ" کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

"صحیح بخاری" کتاب التوحید میں اس حدیث کی تخریج سے علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۷-۷۸۶ھ) کا ایک وہم ثابت ہوا، جنھوں نے ایک اشکال کے متعدد جوابات میں سے ایک جواب میں ذکر کیا ہے کہ حدیث "مَنُ لَمُ یَتَغَنَّ بِالُقُرآنِ فَلَیُسَ مِنَّا" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں؛ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ "شرح البخاری للکرمانی" میں ہے:

فإن قلت: الحدیث أثبت التغنی بالقرآن، فلم ترجم الباب بقوله "من لم یتغن" بصورة النفی؟

قلت: إما باعتبار ما روی عنه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و سلم أنه قال: "من لم یتغن بالقرآن فلیس منا" فأراد الاشارة إلی ذلك الحدیث، ولما لم یکن بشرطه لم یذکره. (شرح البخاری للکرمانی، کتاب فضائل القرآن، باب من لم یتغن بالقرآن، ص: ۳۱، ج:۱۹، دار إحیاء التراث العربی: بیروت)

وجہ وہم ظاہر ہے کہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ہے اور انھوں نے اس کو اگرچہ کتاب فضائل القرآن کے باب من لم یتغن بالقرآن میں ذکر نہیں کیا ہے؛ لیکن کتاب التوحید، باب قول اللّٰہ: ﴿وَاَسِرُّوُا قَوُلَکُمُ اَوِ اجُهَرُوُا بِه﴾ الخ میں "لیس منا من لم یتغن بالقرآن" کے الفاظ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس وہم کا ذکر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمدۃ القاری" میں کیا ہے، اگرچہ وجہ وہم کے بیان میں علامہ عینی رحمہ اللہ کو حدیث کی تخریج کی نسبت کتاب التوحید کی بجائے کتاب الأحکام کی طرف کرنے میں وہم ہوگیا ہے۔ "عمدة القاری" میں ہے:

وجه الوهم أنه قال: ولما لم یکن بشرطه، فکیف یقول ذلك وقد أخرجه البخاری فی الأحکام کماذکرناه. (عمدة القاری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم یتغن بالقرآن، ص: ۳۹، ج: ۲۰، دارإحیاء التراث العربی: بیروت)

کتاب النکاح میں نہیں، کتاب الأدب میں ہے

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

ویدلُّ علیٰ أن التسمیةَ لَا تختصُّ بِالسَّابِحِ مَا تَقَدَّمَ فی النکاحِ مِنُ حدیثِ أبِی

أُسَیْدٍ أنه "أتی النبیَّ ﷺ بِابنِهِ حین وُلِدَ فسمَّاه المنذرَ" (فتح الباری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود الخ، ص:۵۰۲، ح:۹، دارالریان: القاهرة)

''بچے کا نام رکھنا ساتویں دن کے ساتھ خاص نہیں ہے، اس پر حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث دلالت کرتی ہے، جو ''کتاب النکاح'' میں گزر چکی کہ "أتی النبیَّ ﷺ بابنِه حین وُلِد فسمّاه المنذرَ'' وہ اپنے بیٹے کو جب پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں لائے، تو آپ نے اس کا نام منذر رکھا۔''

بندہ کہتا ہے:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ کی حدیث کا حوالہ دیا کہ ''کتاب النکاح'' میں گزر چکی، یہ موصوف کا وہم ہے؛ کیوں کہ یہ حدیث ''کتاب النکاح'' میں نہیں؛ بلکہ آگے کتاب الأدب، باب تحویل الاسم إلیٰ اسم هو احسن منه میں ہے۔ مکمل حدیث حسب ذیل ہے:

...... عَنْ سهل قال: أُتِیَ بِالمنذرِ بن أبی أُسَیْدٍ إلیٰ النبیِّ ﷺ حین وُلِدَ، فَوَضَعَهُ علیٰ فَخِذِهِ، وَأبو أُسیدٍ جَالِسٌ، فَلَهِیَ النبیُّ ﷺ بِشَیْءٍ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَأَمَرَ أبو أُسیدٍ بِابنِهِ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النبیِّ ﷺ، فَاسْتَفَاقَ النبیُّ ﷺ فقال النبیُّ ﷺ: أَیْنَ الصَّبِیُّ؟ فقال أبو أُسَیْدٍ: أَقْلَبْنَاهُ یا رسول اللّٰه، قال: مَا اسْمُهُ؟ قال: فُلانٌ، قال: (لَا) ولٰکِن اسْمُهُ المُنذرُ، فَسَمّاهُ یومئذ المُنْذِرَ. (صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب تحویل الاسم اسم هو أحسن منه، ص:۹۱۴، ج:۲، قدیمی: کراچی)

''....حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منذر بن ابی اُسید رضی اللہ عنہما کو جب پیدا ہوئے، نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا گیا، تو آپ نے ان کو اپنی ران مبارک پر رکھا، ابواُسید رضی اللہ عنہ (بھی ساتھ) بیٹھے تھے، نبی ﷺ اپنے سامنے کسی چیز میں مشغول ہوگئے، تو ابواُسید رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے (کے اٹھالینے) کے متعلق (کسی کو) حکم دیا، پس ان کو نبی ﷺ کی ران مبارک سے اٹھالیا گیا، پھر نبی ﷺ اپنی مشغولیت سے فارغ ہوئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ ابواُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے اس کو گھر بھیجوا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: فلاں، آپ نے فرمایا: (نہیں؛) لیکن اس کا نام ''مُنذِر'' ہے، تو اس دن آپ نے ان کا نام ''مُنذِر'' رکھا۔''

(باقی آئندہ)